عمل میں ریاکاری کے

نقصانات

تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔ طائف

Maqubool Ahmed Maquboolahmad.blogspot.com

SheikhMaqubоolAhmedFatawa islamiceducon@gmail.com

Sheikh Maqhool Ahmed Salafi Off page 00966531437827

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عمل میں ریاکاری کے نقصانات

ریاکاری ایک ایسا عمل ہے جس کا تعلق دل اور نیت سے ہے اس لئے اس کا ادراک وشعور دوسرے کو کم ہوتا ہے مگر ریاکار اس سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے اور کس نیت سے عمل کررہا ہے؟ اس لئے دوسرے کو اس بات کی اجازت بھی نہیں ہے کہ کسی کے عمل پر ریاکاری کا حکم لگائے، ہمیں حسن ظن کا حکم ہے، حسن ظن ہی رکھنا چاہئے اور سوء ظن سے پرہیز کرنا چاہئے۔
ریاکاری اخلاص کی ضد ہے اور شرکیہ عمل ہے۔ ریا کا مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو دکھانے کے لئے عمل کرنا جبکہ اخلاص کہتے ہیں اللہ کی رضا اور اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا۔ ریامیں اللہ کی رضا شامل نہیں ہوتی، وہاں عمل کرنے کا مقصد دکھاوا، شہرت، تعریف، قدر ومنزلت اور دنیاوی منفعت کا حصول ہوتا ہے، اور ان مقاصد کی بنیاد پر کیا گیا عمل اللہ کے مردود وباطل ہے۔ اللہ کے یہاں عمل کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔ ایک عمل میں اخلاص کا پایا جانا اور دوسری عمل کا سنت کے مطابق انجام دیا جانا یعنی وہی عمل اللہ کے یہاں قابل قبول ہے جو اخلاص کے ساتھ (اللہ کی رضا کے لئے) کیا گیا ہو اور اسے سنت کے مطابق ادا کیا ہوگا۔ اس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا ہے، فرمان الہی ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الکہف:110)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

اس آیت میں اللہ رب العالمین ذکر کرتا ہے کہ جسے رب سے ملاقات کی امید ہے وہ نیک عمل کرے اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرے، اس میں کسی کو شریک نہ کرے۔ نیک عمل وہ ہے جو سنت کے مطابق کیا جائے گا اور اخلاص کے ساتھ عبادت یہ ہے کہ عمل کرنے کا مقصد اللہ کی رضا ہو۔ اس لئے ہر وہ کام سنت کے مخالف ہو مردود ہے اور اسی طرح ہر وہ عمل یا عبادت باطل ہے جس میں اخلاص نہ ہو یعنی اللہ کے لئے انجام نہ دیا گیا ہو۔

مندرجہ ذیل سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عمل میں ریاکاری کا وجود اخلاص کے منافی ہے جبکہ قبولیت اعمال کے لئے اخلاص شرط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو صراحت کے ساتھ واضح الفاظ میں شرک قرار دیا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے یہاں مختصر طور پر ریاکاری کی شکلیں جان لیتے ہیں تاکہ ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے آگاہ کرکے بچائیں۔

ریاکاری کی سب سے خطرناک قسم منافقوں سے متعلق ہے جو محض دکھاوے کے لئے مسلم ہوتے ہیں، دل میں کفر چھپا تا ہوتا ہے، گویا اس کا سارا عمل لوگوں کے دکھاوے پر مبنی ہوتا ہے، اس لئے ان لوگوں کو سزا بھی اللہ نے بہت خطرناک رکھی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا (النساء:145)

ترجمہ: منافق تو یقینا جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔

ریاکاری مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر اس کا بہت خطرہ محسوس کیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اکثر مسلمان بہت سے اعمال اس لئے انجام دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں ان کی شہرت ہو، جاہ و مرتبہ بڑھے، دور دور تک اس کے کارنامے کا چرچا ہو ایسے اعمال ریاکاری میں داخل اور اخلاص سے خالی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ریاکاری کی ایک نوعیت یہ ہوتی ہے کہ پوشیدہ طور پر یا اکیلے میں کئے گئے اعمال و افعال کو لوگوں سے بیان کیا جائے مثلا کوئی کہے میں نے اس قدر قیام اللیل کیا، میں نے اتنی تلاوت کی، میں نے اتناذ کر کیا، میں اتنا صدقہ کیا وغیرہ۔ بعض لوگ ریاکاری کا اظہار جسموں سے، بعض وضع قطع سے اور بعض زبان و بیان سے کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عوام ایسے لوگوں کی شکلوں، لباسوں اور زبان و بیان سے دھوکہ کھا جاتی ہے۔ عیار و مکار سمجھتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو دھوکہ دے دیا، انہیں ڈھگ لیا مگر وہ اللہ کو ہر گز دھوکہ نہیں دے سکتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں ریاکاری کی وبا ایسی عام ہے کہ کورونا سے بھی زیادہ سماج و معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھی ہے۔ سماج کا ہر طبقہ اس بیماری کا شکار ہے۔ مدارس و مساجد کے رکھوالے، منبر و محراب کے نگراں، کتاب و سنت کے داعی و شیدائی، میدان صحافت و خطابت کے شہسوار اور مکتبات و تالیفات کے مالکان کی اکثریت پیشہ ور نظر آتے ہیں۔ چند کتابوں کی تصنیف کرنے والے، کسی ادارے کی امارت پالینے والے اور عوام میں خطابت کی شہرت حاصل کر لینے والے کا غرور آسمان چھونے لگتا ہے اور اخلاقی گراوٹ و پستی کا حال تو بیان کرنے سے باہر ہے۔

علمی طبقات کے علاوہ سماجی طبقوں میں بھی ریاکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہے حتی کہ پاکیزہ سے پاکیزہ رشتے دکھاوے پر مبنی ہیں۔ ایک بیٹا باپ کی نظر میں دوسرے بیٹوں سے اچھا بننے کی ناٹک کرتا ہے ۔ چاپلوسی اور دکھاوے کا خول چڑھا کر تعلقات اور سماجی وقار بنانے کی کوشش کرتا ہے غرضیکہ

دکھاوے کرنے والے/چاپلوسی کرنے والے/لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے کو سماج میں اچھا گردانا جاتاہے اور جو بھولا بھالا ہو، شریف النفس ہو، لوگوں کو عیبوں پر ٹوکنے والے والا، سچ بولنے والا ہو، خاندانی اور سماجی مظالم وناسور کو مٹانے والے ہو اسے سماج کا بدتر انسان مانا جاتاہے۔ان باتوں کی وضاحت بہت طویل ہو جائے گی، قصہ مختصر انسانی زندگی میں ریاکاری کے بہت سارے مظاہر ہیں، ان کا تعلق دلی مرض سے ہے، اس مرض کا علاج خود ہی کرنا ہے کیونکہ ہم نے خود ہی اسے اپنے اندر پال رکھاہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ریاکاری کے نقصانات کیاہیں تاکہ ہم اس کے انجام کو جان کر ڈریں اور اس مہلک مرض سے بچنے کی فکر کریں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر ریاکاری کا خطرہ محسوس کرتے فرمایا:

إنَّ أخوفَ ما أخافُ عليكم الشركُ الأصغرُ الرياءُ ، يقولُ اللهُ يومَ القيامةِ إذا جزى الناسُ بأعمالِهم : اذهبوا إلى الذين كنتم تُراؤون في الدنيا ، فانظروا هل تجدون عندَهم جزاءً(صحيح الجامع:1555)

ترجمہ: میں تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خطرہ محسوس کرتاہوں وہ شرک اصغر کا خطرہ ہے اور وہ ریاکاری ہے، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو ریاکاروں سے اللہ تعالی کہے گا: ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم دنیا میں اعمال کرتے تھے اور دیکھو کیا تم ان کے پاس کوئی صلہ پاتے ہو۔

ریاکاری دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نکل کر آئے، ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ألَا أُخبرُكم بما هو أخوفُ عليكم عندي من المسيحِ الدجالِ قال قلنا بلى فقال الشركُ الخفيُّ أن يقومَ الرجلُ يُصلي فيُزيِّنُ صلاتَه لما يرى من نظرِ رجلٍ(صحيح ابن ماجه:3408)

ترجمہ: کیا میں تم کو ایسی چیز کے بارے میں نہ بتادوں جو میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پوشیدہ شرک ہے جو یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، تو اپنی نماز کو صرف اس وجہ سے خوبصورتی سے ادا کرتا ہے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔

اسی طرح مال وجاہ کی حرص ومحبت دین کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے اس حدیث سے اندازہ لگائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

ما ذِئبانِ جائعانِ أُرسِلا في غنَمٍ ، بأفسدَ لَها من حِرصِ المَرءِ علَى المالِ والشَّرَفِ لدينِهِ(صحيح الترمذي:2376)

ترجمہ: دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا نقصان آدمی کے مال وجاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے.

آج انفرادی اور اجتماعی طور پر امت کی تباہی، اختلاف وانتشار اور دینی مرکز وجماعت میں لوٹ گھسوٹ

اسی ریاکاری کے سبب ہے یعنی دینی کام اللہ کی رضا کے لئے نہیں بلکہ جاہ و حشم اور مالی منفعت کے لئے انجام دیئے جانے کے سبب مسلمان تباہی و بربادی کے دہانے پر ہے۔

ریاکاری کے سبب سارا عمل مردود ہو جاتا ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قالَ اللَّهُ تَبارَكَ وتَعالَى: أنا أغْنَى الشُّرَكاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَن عَمِلَ عَمَلًا أشْرَكَ فيه مَعِي غيرِي، تَرَكْتُهُ وشِرْكَهُ(صحيح مسلم: 2985)

ترجمہ: اللہ تعالٰی فرماتا ہے: میں بہ نسبت اور شریکوں کے محض بے پرواہ ہوں ساجھی سے، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں۔

یہ حدیث قدسی بتلاتی ہے کہ اگر کوئی کسی عمل میں اللہ کے ساتھ غیر کو شریک کرلیتا ہے تو اس کا عمل اللہ کے یہاں مردود ہے۔ ذرا سوچیں کہ وہ عمل جو خالص ریاکاری پر مبنی اور غیر اللہ کے واسطے ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟

اس بابت بہت سارے نصوص ہیں مگر سب کا احاطہ یہاں مشکل ہے، آخر میں ریاکاری کی خطرناکی سے متعلق ایک طویل حدیث کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو اس باب میں خصوصا علماء کے لئے انتہائی قابل فکر ہے۔ صحیح مسلم میں (4923) نمبر حدیث ہے۔ ناتل بن قیس خرامی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں اے شیخ! مجھ سے ایک حدیث بیان کر جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ ترمذی (2382) میں شفیا اصبحی کا بیان ہے میں آپ سے اللہ کا بار بار واسطہ دے کر پوچھ رہا

ہوں کہ آپ مجھ سے ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے، یقیناً میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جسے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے اور میں نے اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہے۔ پھر ابوہریرہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے یعنی اس حدیث کو بیان کرنے سے پہلے تین مرتبہ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے پھر حدیث بیان کی۔ اندازہ لگائیں آج اس حدیث کو سن کر ہماری کیا حالت ہونی چاہئے؟

اختصار سے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب ہر امت گھٹنوں کے بل پڑی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کے لیے نزول فرمائے گا، پھر اس وقت فیصلہ کے لیے سب سے پہلے ایسے شخص کو بلایا جائے گا جو قرآن کا حافظ یعنی دین کا عالم ہوگا، دوسرا شہید ہوگا اور تیسرا مالدار ہوگا۔ حافظ شہرت کے لئے قرآن کا علم حاصل کیا ہوگا، شہید شہرت کے لئے شہید ہوا ہوگا اور مالدار شہرت کے لئے مال خرچ کیا ہوگا، ان کے اعمال میں ریاکاری ہوگی اخلاص نہیں ہوگا جس کی وجہ سے اللہ کہے گا کہ ان لوگوں کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔ اعاذنا اللہ من النار

یہ حدیث رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل خواہ کتنا ہی بڑا اور کتنا زیادہ کیوں نہ ہو اللہ کے یہاں کوئی وزن نہیں رکھے گا اگر اس میں ریاکاری اور شہرت ہو بلکہ الٹا ریاکاری کے طور پر کیا گیا عمل وبال جان ہوگا اور ایسی نیکی سے جنت ملنے کی بجائے جہنم میں منہ کے بل گھسیٹ کر ڈالا جائے گا۔ اسی پس منظر میں قرآن کی یہ آیت ہے، اللہ کا فرمان ہے:

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا

يُبْخَسُونَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا

كَانُوا يَعْمَلُونَ (هود:1615)

ترجمہ: جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زیب وزینت کو چاہے گا تو ہم دنیا ہی میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور کوئی کمی نہیں کریں گے، یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں جہنم کے علاوہ اور کوئی حصہ نہیں ہے اور دنیا کے اندر ہی ان کے سارے اعمال ضائع اور باطل ہو گئے۔

ریاکار منافق کی طرح خود کو بہت چالاک وزیرک سمجھتا ہے اور وقتی طور پر انسانوں کو دھوکہ دے کر بہت خوش ہوتا ہے کیونکہ ریاکاری سے اس کی چاہت پوری اور مقصود حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ یہ بھول رہا ہوتا ہے کہ سینوں کا بھید جاننے والا اس کے عمل سے باخبر ہے اور آخرت میں اس کی ریاکاریوں سے پردہ اٹھانے والا اور لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا کرنے والا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَن سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ به، ومَن يُرائِي يُرائِي اللَّهُ بهِ(صحيح البخاري:6499)

ترجمہ: (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے گا اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔

ریاکاری کا بھیانک انجام جان لینے کے بعد ہمیں اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے اور یقینا مومن برے انجام سے ڈرتا اور ایسے عملوں سے بچتا ہے جس کا انجام برا ہے۔ ہمیں اس بات کی ہمیشہ فکر ہو کہ انسانوں کو دھوکہ دے کر اللہ سے چھپا نہیں سکتے اور اللہ کے ساتھ مکر کر کے اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ وہ ہر لمحہ ہمیں دیکھ رہا ہے، مر کر اسی کی طرف جانا ہے اور ایک دن اس کا سامنا کرنا ہے۔ اسی طرح ہمیں چاہئے کہ اپنے عملوں کو جس قدر ممکن ہو سکے مخفی رکھیں اور مخفی طور پر عمل کرنے کی کوشش

کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَنِ استطاعَ منكم أنْ يكونَ لهُ خَبْءٌ مِنْ عمَلٍ صالِحٍ فلْيفْعَلْ(صحيح الجامع:6018)

ترجمہ: تم میں سے جو اپنے اعمال صالحہ کو چھپانے کی طاقت رکھتا ہے وہ چھپائے یعنی اپنے نیک عملوں کو دوسروں سے چھپانے کی کوشش کرے۔

ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے عمل میں اخلاص کی دعا کرے اور اس دعا کا التزام کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

يا أيها الناسُ ! اتَّقوا هذا الشِّركَ ؛فإنه أخفى من دبيبِ النَّملِ .فقال له من شاء اللهُ أن يقولَ : وكيف نتَّقِيه وهو أخفى من دبيبِ النَّملِ يا رسولَ اللهِ! قال: قولوا : اللهم إنا نعوذُ بك من أن نُشرِكَ بك شيئًا نعلَمُه ، و نستغفرُك لما لا نعلمُه(صحيح الترغيب:36)

ترجمہ :اے لوگو! اس شرک سے بچ جاؤ کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو صحابہ نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر یہ چیونٹی کے رینگنے کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو: "اَللّٰھم إنا نعوذُ بک من أن نُشرِکَ بک شیئًا نعلَمُہ، و نستغفرُک لما لا نعلمُہ" یا اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم جانتے بوجھتے کسی کو تیرا شریک ٹھہرائیں اور لاعلمی میں ہونے والی خطاؤں سے تجھ سے بخشش کے طلب گار ہیں۔

****

نوٹ:اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل،جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں ۔

Maqubool Ahmed

Maquboolahmad.blogspot.com

SheikhMaquboolAhmedFatawa

islamiceducon@gmail.com

WhatsApp 00966531437827

Join us on Facebook Sheikh Maqhool Ahmed Salafi Off page